

## علامہ غلام رسول سعیدی کی تطبیق احادیث میں خدمات

غلام مصطفیٰ انجم

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز\*\*

### ABSTRACT

Allama Ghulam Rasool Saeedi is a noted contemporary Islamic scholar known for his brilliant style of writing and ..... The way he dealt with the differing ahadith by removing the objections through providing justifying explanations in his works such as “Tibyan al Quran”, Sharah Sahih Muslim” “Tibyan Al Quraan, Sharha Saheeh Muslim, Tibyan al Furqan, Ne’am Al Bari Sharha Saheeh al Bukhari” is a great display of his skills. This article deals with conflicts found in differing ahadith quoted in “ Sharah Sahih Muslim”. In his book Ghulam Rasool saeedi has claims that there is no conflict in Ahadith but it is considered as such due to limitations of human being mind in perceive his the meanings of Ahadith. In his works he presented ample proofs to remove conflicts among the differing narrations. Some examples of his contributions in this regard include the important topics such as taking the name of Allah during ablution. He has established conformity between Quran and the Sunnah by clarifying segregation between the obligatory steps of ablution according to Quraan and the sunnah of the prophet ﷺ. Further he has conformed conflicting narrations relating to valid and invalid marriage with and/or

\* پی ایچ ڈی سکالر، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

\*\* ایسوسی ایٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

without the permission of the guardian of the woman. He also discuss approval and disapproval of marriage in the state of wearing "Ihram" and conformity in narrations dealing with establishing purity and cleanliness of leather by tanning. Conformity in narrations stating the sacredness of Makka Muazzima and Madina Munawwara through logical reasoning.

**Keywords:** مفاہیم، متضاد احکام، تباہن احوال، رواۃ، تعارض، مختلف الحدیث، تنقیح، تطبیق، مناہج و اسالیب

یہ بات مسلمہ ہے کہ احادیث میں حقیقتاً تعارض نام کی کوئی چیز نہیں مگر جہاں کہیں احادیث کے ظاہری معانی و مفہام میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کی علت ذیل میں دیے گئے اسباب میں سے کوئی ایک سبب ہوگی۔ اسباب تعارض حسب ذیل ہیں:

1- عموم و خصوص کے اعتبار سے 2- تباہن احوال کے اعتبار سے 3- رواۃ کی ادائیگی کے اعتبار سے  
اسی طرح تحقق تعارض کی بھی تین شرائط ہیں جن کے بغیر معانی متعارضہ کا تحقق ناممکن ہے۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1- اتحاد محل 2- اتحاد وقت 3- متضاد احکام

یعنی اختلاف محل و اختلاف وقت اور اتحاد احکام سے ثبوت تعارض نہ ہو گا اور احادیث مبارکہ ان کے وجود سے پاک ہیں۔ منکرین حدیث کتاب و سنت میں جدائی ڈالنے کے لیے اسلام پر حملے کرتے چلے آئے ہیں جس کا مقصود دین کو فقط قیل و قال تک محدود کرنا ہے۔ محدثین نے منکرین حدیث کے سوالات کا جواب دینے کے لیے مختلف اسالیب اختیار کیے جن میں سے ایک علم مختلف الحدیث تھا جس میں احادیث رسول ﷺ پر ہونے والے اعتراضات و اشکالات کا تسلی بخش جواب دیا جاتا ہے اور بظاہر متعارض حدیثوں میں جمع و توافق کی کوشش کی جاتی ہے یا ان میں سے ایک کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دینا ہوتا ہے چنانچہ اہل علم نے اس فن علم میں مرتب شدہ کتب کے مختلف اسالیب بیان کیے ہیں جن میں سے اس علم پر لکھی گئی بنیادی کتب میں سے اختلاف الحدیث از امام شافعی، فن مختلف الحدیث پر لکھی جانے والی پہلی کتاب ہے۔ اس میں احادیث مرفوعہ کی تعداد 253 ہے جنہیں احادیث متعارضہ سے رفع تعارض کے لیے جمع کیا گیا ہے۔ تاویل مختلف الحدیث از

ابن قتیبہ، یہ کتاب بھی فن مختلف الحدیث میں نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب میں احادیث مختلفہ مرفوعہ کی تعداد ایک سو گیارہ (111) اور مشکل الحدیث سے متعلق احادیث کی تعداد ایک سو چھ (106) ہے جنہیں بہتر (72) قضایا کے تحت ابن قتیبہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے۔ تہذیب الآثار از ابو جعفر محمد بن جریر طبری، یہ کتاب بھی علم مختلف الحدیث پر لکھی جانے والی بنیادی کتب میں سے ہے۔ اس کتاب میں امام طبری کا انداز مفسرانہ ہے۔ مشکل الحدیث و بیانہ از ابن فورک، یہ کتاب بھی علم مختلف الحدیث پر لکھی گئی بنیادی کتب میں شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب میں ابن فورک کا انداز مناظرانہ ہے۔ مشکل الآثار از امام طحاوی، یہ کتاب فن مختلف الحدیث پر لکھی جانے والی کتب میں سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ اس کتاب میں امام طحاوی نے فن مختلف الحدیث کی فنی حیثیت کو بڑے خوبصورت انداز میں اجاگر کیا ہے، حدیث کی سند و متن میں خوب چھان بین کی ہے۔ تعارض بین الاحادیث کا فنی طریقہ سے ازالہ کیا ہے۔ متعارض احادیث میں جمع و تطبیق کا فن علوم حدیث کے اہم فنون میں سے ایک ہے کیونکہ تمام علماء اس کی معرفت کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اس فن میں صرف وہی علماء درک رکھتے ہیں جو حدیث و فقہ دونوں کے جامع ہوں نیز ماہر اصول ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث کے بھی ماہر ہوں۔ بعد ازاں علمائے برصغیر نے اپنے اسلاف کی اتباع کرتے ہوئے اس کی مزید تنقیح کی اور احادیث متعارضہ سے رفع تعارض میں اہم کردار ادا کر کے دشمنان دین کا جو قرآن و سنت کے مابین دراڑ ڈالنا چاہتے تھے ناطقہ بند کر دیا۔ اپنے اسلاف کی اقتداء کرتے ہوئے اپنے مناظروں، تقاسیر، شروحات، اور فتاویٰ جات کے ذریعے تفسیر طلب مسائل اسی طرح عقائد و نظریات، فقہ و اخلاق اور مناقب وغیرہ کے حوالے سے آنے والی احادیث متعارضہ سے تعارض رفع کر کے قوم کی صحیح سمت راہنمائی فرمائی ہے۔ یوں تو علمائے برصغیر میں سے بہت سے معتبر نام ہیں جنہوں نے اس فن میں اپنا کردار ادا کیا مگر ان میں سے ایک نمایاں نام مولانا غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے جنہوں نے اپنی کتاب شرح صحیح مسلم، نعم الباری شرح صحیح بخاری میں بڑے احسن انداز کے ساتھ احادیث کے ظاہری تناقض کو رفع کر کے مفاہیم احادیث میں تطبیق دی ہے۔

احادیث سے رفع تعارض میں مولانا غلام رسول سعیدی کا منہج و اسلوب یوں ہے:

i. تحت الباب اور اس کے معارض احادیث کو معہ ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

ii. احادیث سے مستنبط احکام ذکر کر کے حاملین مواقف کو مع الدلائل نقل کرتے ہوئے ترتیب کا

خصوصی خیال رکھتے ہیں۔

- .iii احادیث کے حکم پر بحث کرتے ہوئے اسمائے رجال کو بیان کرتے ہیں۔
- .iv لغت اور اقوال اسلاف کو دلائل کے طور پر نقل کرتے ہیں۔
- .v جدید مسائل پر اپنی رائے کا کھل کر اظہار کرتے اور انہیں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کرتے ہیں۔
- .vi جن روایات میں مولانا غلام رسول سعیدی نے تطبیق دی ہے ان میں سے چند امثلہ درج ذیل ہیں:

بغیر اذن ولی نکاح کے ثبوت و عدم ثبوت بارے احادیث متعارضہ میں تطبیق

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے ثبوت و عدم ثبوت بارے احادیث میں تعارض پایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحْتَ بِغَيْرِ إِذْنٍ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ“<sup>(1)</sup>

”جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے پس اس کا نکاح باطل

ہے پس اس کا نکاح باطل ہے۔“

اس کے برعکس حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ان

الفاظ کے ساتھ آیا ہے:

”الْأَيُّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صَمَاتُهَا“<sup>(2)</sup>

”ولی کی نسبت غیر شادی شدہ لڑکی خواہ کنواری ہو یا بیوہ اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہے اور باکرہ سے

بھی اس کی ذات بارے اجازت لی جائے اور اس کی اجازت خاموشی ہے۔“

<sup>1</sup> سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی الولی، 634/1، حدیث: 2083۔ جامع ترمذی، أبواب النکاح، بَابُ مَا جَاءَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ، 399/3، حدیث: 1102۔

<sup>2</sup> صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ فِي النِّكَاحِ بِالنُّطْقِ وَالْبِكْرِ بِالسُّكُوتِ، 432/14، حدیث: 5431۔ سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی الثیب، 638/1، حدیث: 2098۔ جامع ترمذی، أبواب النکاح، بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ وَالنَّبِيِّ، 408/3، حدیث: 1108۔

### احادیث متعارضہ کے مابین وجہ تعارض

احادیث میں وجہ تعارض یہ ہے حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح باطل ہے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس بات کی نفی ثابت ہے۔  
احادیث میں تطبیق

مذکورہ احادیث کے مابین رفع تعارض میں اہل علم کے مناہج و اسالیب مختلف ہیں: امام شافعی و مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ترجیح حاصل ہے۔

### آئمہ ثلاثہ کے اقوال

امام خطابی اپنی کتاب معالم السنن میں آئمہ ثلاثہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

و فی تکرارہ القول ثلاثا تاکید لفسخه و رفعه من اصله<sup>(1)</sup>

”کہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں فسخ و بطلان نکاح کا تین مرتبہ تکرار نسخ نکاح کو مؤکد کرتا ہے۔“

اور جب کسی حکم مؤکد و غیر مؤکد میں تعارض واقع ہو تو وہاں حکم مؤکد کو ترجیح ہوگی۔

امام ابو حنیفہ اور ان کے دیگر رفقاء کے نزدیک بغیر اجازت ولی کے نکاح واقع ہو سکتا ہے مگر اس میں تفصیل ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے استدلال کرتے ہیں۔

### علامہ غلام رسول سعیدی کے نزدیک بغیر ولی کے انعقاد نکاح

علامہ سعیدی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک بغیر اجازت ولی کے عورت کا نکاح کرنا جائز ہے۔ امام صاحب اور دیگر احناف قاعدہ ترجیح کی بجائے قاعدہ جمع و تطبیق جاری کرتے ہیں اور سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر (234) دو سو چونتیس سے استدلال کرتے ہیں اور اس کے علاوہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی مؤید ہے۔ علامہ سعیدی رقمطراز ہیں:

<sup>1</sup> - معالم السنن: 27/3

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ  
وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ  
بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾<sup>(1)</sup>

”اور تم میں جو مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں، اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔“

دوسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَيْثُ تَتَّخِذَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا  
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ كُنَّا أَنْ يُقْبِلَا حُدُودَ اللَّهِ وَتَلَكَ حُدُودَ اللَّهِ  
يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾<sup>(2)</sup>

”پھر اگر تیسری طلاق سے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے۔“

ان آیات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے عقد نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی ہے جو اس بات پر دلیل ہے کہ عورتوں کو نکاح کرنے کا اختیار ہے لہذا اگر عورت ولی کے بغیر اپنا عقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو یہ جائز ہے۔

حدیث حضرت ابن عباس سے استدلال

حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایم اپنے نفس کی ولی سے زیادہ حقدار ہے جب ایم یعنی غیر شادی شدہ عورت اپنی ذات کی اپنے ولی کے مقابلہ میں زیادہ مستحق ہے تو پھر ولی

<sup>1</sup> - البقرة: 234

<sup>2</sup> - البقرة: 230

کی ضرورت نہ رہی لہذا ثابت ہو گیا کہ ایم اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کر سکتی ہے۔

جمع و تطبیق کے ذریعہ احادیث سے رفع تعارض

نابالغہ کے عقد کے لیے ولی کی اجازت کا اعتبار ضروری جبکہ بالغہ و بیوہ کے لیے اس کی ذات میں اس کے اپنے تصرف و اختیار کو معتبر مانا جائے تو اب دونوں احادیث کے معانی بھی خوب واضح ہو جائیں گے اور احادیث کے مابین تطبیق بھی ہو جائے گی اور احادیث کے معانی و مطالب پر عمل بھی ہو گا۔

قاعدہ جمع و تطبیق پر دلیل

اس باب میں اگر بنظر غور دیکھا جائے تو قاعدہ جمع و تطبیق ہی رفع تعارض کے لیے بہترین انتخاب ہے اس طرح کہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مختلف اسناد سے مروی ہے جن میں بعض ضعیف ہیں اور بعض غریب ہیں۔ الغرض کسی نہ کسی طرح اس پر محدثین و فقہاء نے کلام ضرور کیا ہے جس وجہ سے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہم پلہ نہیں رہتی۔ جب اس حدیث کا معیار حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کم ہو تو پھر یہ قابل استدلال بھی نہ رہی جب قابل استدلال نہ رہی تو پھر قاعدہ ترجیح جاری نہ ہو گا کیونکہ اس کے لیے دونوں احادیث کا صحیح الاسناد اور صحیح المتن ہونا ضروری ہے۔

الحاصل

مذکورہ تمام احادیث و آثار سے یہ ثابت ہو گیا کہ عورت کا نکاح اس کی اپنی اجازت سے بغیر ولی کے نہ صرف جائز ہے بلکہ اس کی مرضی کے خلاف کیے گئے نکاح کو وہ جب چاہے فسخ کا حق رکھتی ہے تو یہی بات ولی کے بغیر نکاح کے باطل ہونے کی تو اس حدیث کا محمل صرف اور صرف باکرہ نابالغہ ہے اور جہاں عورت کو ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کا اختیار ہے تو وہ باکرہ، شیبہ، ایم ہیں۔

بحالت احرام نکاح کے جواز و عدم جواز کی احادیث میں تطبیق

بحالت احرام نکاح کے جواز و عدم جواز بارے احادیث میں اختلاف پایا جاتا ہے، پہلی روایت جسے امام مسلم نے

اپنی صحیح میں یزید بن الاصم سے نقل کیا:

”عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ قَالَ وَكَانَتْ خَالَتِي وَخَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ“<sup>(1)</sup>

حضرت یزید بن الاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس حالت میں نکاح کیا کہ آپ ﷺ احرام سے باہر تھے اور یزید فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ میری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خالہ تھیں۔

دوسری روایت جسے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المؤطا میں حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں:

”عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا زَافِعٍ مَوْلَاهُ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَزَّوَجَاهُ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَهُوَ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ“<sup>(2)</sup>

”حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے، فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام ابوزافع اور ایک انصاری جوان کو حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بھیجا، تو انہوں نے نکلنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا اس حال میں نکاح کروایا کہ آپ ﷺ مدینہ شریف میں ہی رونق افروز تھے۔“

مذکورہ ان دونوں روایات کے علاوہ ایک تیسری روایت سیدنا عثمان سے یوں منقول ہے:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْكِحُ الْمُخْرِمُ.

<sup>1</sup>- صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تخريم نكاح المخرم وكراهة خطبته، 137/4، حدیث: 3519۔ جامع ترمذی، أبواب الحج، باب ما جاء في الرخصة في ذلك، 194/3، حدیث: 845۔ شرح معانی الآثار، کتاب مناسك الحج، باب نكاح المخرم، 270/2، حدیث: 4220۔ المستدرک، کتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ذكر أم المؤمنين ميمونة بنت الحارث رضي الله عنها، 34/4، حدیث: 6798۔

<sup>2</sup>- المؤطا مالک، کتاب الحج، باب نكاح المخرم، 348/1، حدیث: 69۔ شرح مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ: "لَا يَنْكِحُ الْمُخْرِمُ، وَلَا يَنْكِحُ، وَلَا يَخْطُبُ"، وَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُ مَعَ ذَلِكَ فِي الْحَالِ الَّتِي تَزَوَّجَ فِيهَا مَيْمُونَةَ مِنْ حَرَمٍ أَوْ حِلٍّ، 514/14، حدیث: 5801۔ شرح معانی الآثار، کتاب مناسك الحج، باب نكاح المخرم، 2270/3، حدیث: 4219۔

وَلَا يُنْكَحُ وَلَا يَخْطُبُ” (1)

”حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: محرم بحالت احرام نہ نکاح کرے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کرائے اور نہ ہی کسی کو پیغام نکاح بھیجے۔“

احادیث میں وجہ تعارض

مذکورہ تمام احادیث مبارکہ صحیح الاسناد اور صحیح المتن ہیں اور بحالت احرام نکاح کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں لیکن حدیث شیعین اور حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے واضح کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔

نکاح محرم کے جواز میں علامہ سعیدی کا موقف و دلائل عقلی دلیل:

علامہ غلام رسول سعیدی کے نزدیک محرم کا نکاح کرنا شرعاً جائز ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کو حلال کیا ہے اور قرآن مجید میں کسی خاص کیفیت و حالت میں نکاح کے جائز و ناجائز کوئی شرط و قید نہیں ہے تو پھر ہم خبر واحد یا کسی دوسرے قرینہ کے ذریعہ حکم قرآن کو مقید نہیں کر سکتے لہذا محرم یا غیر محرم سب کا نکاح جائز ہے۔ (2)

نقلی دلیل:

<sup>1</sup>-صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ وَكَرَاهَةِ خَطْبَتِهِ، 137/4، حدیث: 3516، 3514، 3512- سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ، 106/2، حدیث: 1843- مسند احمد، 508/1، حدیث: 496، 462- شرح مشکل الآثار، بابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَمَا اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيهِ فِي الْقِتَالِ يُوجَدُ بَيْنَ ظَهْرَانِي قَوْمٍ وَلَا يُعْلَمُ مَنْ قَتَلَهُ هَلْ تَجِبُ بِذَلِكَ دِيْنَتُهُ عَلَيْهِمْ أَمْ لَا؟ 517/11، حدیث: 4582، 5793، 5795- شرح معانی الآثار، کتاب مناسک الحج، بابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ، 268/2، حدیث: 4199- صحیح ابن حبان، بابُ حُرْمَةِ الْمُتَاكِحَةِ، ذِكْرُ الرَّجْرِ عَنْ أَنْ يَخْطُبَ الْمَرْءُ الْمَرْءَةَ النَّسَاءَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، 433/9، حدیث: 4139، 4123، 4124، 4125، 4128

<sup>2</sup>-شرح صحیح مسلم: 812/3

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ محرم کا نکاح جائز ہے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بحالت احرام نکاح کیا۔

احادیث مذکورہ سے رفع تعارض کی یہاں تین صورتیں ہیں اگر ان کو جاری کیا جائے تو احادیث سے نہ صرف رفع تعارض ممکن ہو گا بلکہ ہر حدیث کا معنی اور محمل بھی واضح ہو جائے گا جس کا اصل فائدہ یہ ہو گا کہ کسی حدیث پاک کا ترک لازم نہیں آئے گا۔ جیسا کہ سابقہ موقف کے حاملین کے دلائل و نظریات سے لازم آتا ہے۔ چنانچہ اس کی تین صورتیں کو بیان کیا جاتا ہے:

1- حالت احرام میں نکاح کرنا جائز ہے اور جو احادیث عدم جواز پر دلالت کرتی ہیں وہاں ان احادیث کی تاویل ہے۔ وہ یوں کہ وہاں نکاح سے اس کا حقیقی معنی و طی مراد ہے۔ یعنی محرم نہ و طی کرے نہ کسی کو و طی کرنے دے تو یوں دونوں احادیث میں جمع و تطبیق ہوگی۔

2- دوسری صورت یہ ہے کہ یا یہ نہیں کراہت کے لیے ہے۔ اور بخاری کی روایت بیان جواز کے لیے ہے اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ عقد نکاح مباشرت کا سبب ہے۔ اس لیے حالت احرام میں اس سے منع کیا اور اسی وجہ سے اس کے ساتھ پیغام نکاح کی بھی ممانعت کر دی، حالانکہ پیغام نکاح کے جواز میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ خواہ باعث کراہت ہو۔

3- تیسری صورت یہ ہے کہ اس واقعہ کی گواہ خود حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جن کے ساتھ یہ واقعہ خصوصیت رکھتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں میرے ساتھ نکاح کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ حالت احرام میں نکاح جائز ہے اور نہ صرف کراہت تنزیہی کے لیے ہے۔ باب اول میں قواعد کی وضاحت و تفصیل کے دوران اس بات کو خصوصی طور پر ذکر کر دیا گیا ہے کہ صاحب قصہ کی بات کا اعتبار دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ ہو گا۔ اس لیے اس اعتبار سے بھی یہ بات ثابت ہو گئی کہ حالت احرام میں نکاح جائز ہے۔

الحاصل

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر فوقیت و ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ ان دونوں احادیث میں تعارض کا تحقیق غیر معتبر ہے۔ اس لیے کہ تعارض وہاں

معتبر ہو گا جہاں احادیث کی اسناد مساوی المرتبہ ہوں۔ حالانکہ حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قوی ہے۔ کیونکہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ایک راوی عمرو بن دینار ہیں جو حدیث عثمان کے راوی نبیہ بن وہب سے قوی ہیں اور اسی طرح یزید بن الاصم کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے عمرو بن دینار کہتے ہیں یہ ایک اعرابی تھا جو اپنی ایڑیوں پر پیشاب کرتا تھا۔<sup>1</sup> اسی طرح اس دوسری روایت میں مطربن وراق ہیں جو امام نسائی اور دیگر کے نزدیک بھی لائق استدلال نہیں ہے نیز امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ (نزوح النبی صلی اللہ علیہ و سلم وهو محرم) رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام نکاح کیا۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے فضائل بارے احادیث متعارضہ میں تطبیق

مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے فضائل میں احادیث میں تعارض پایا جاتا ہے اس سلسلہ میں احادیث متعارضہ اور ان کے مابین وجوہ تعارض اور تطبیق کی صورتیں حسب ذیل ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفِي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَاتِ (3)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تو نے جتنی برکتیں مکہ معظمہ میں نازل فرمائی ہیں مدینہ طیبہ میں اس سے دگنی برکتیں نازل فرما۔

اس کے علاوہ دوسری حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں مروی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ

<sup>1</sup>- میزان الاعتدال: 4/362۔ تدريب الراوي: 1/432۔ عمدة القاري: 20/111/112

<sup>2</sup>- الجامع الصحيح: 5/1966، حدیث: 4824

<sup>3</sup>- الجامع الصحيح، كتاب الحج، باب المدينة تنفي الخبث، 2/666، حدیث: 1786۔ صحيح مسلم، كتب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي -صلى الله عليه وسلم- فيها بالبركة وبيان تحريمها وتحريم صيدها وشجرها وبيان حُدود حرمتها، 4/115، حدیث: 3392۔ مسند احمد، مسند انس بن مالك، 19/437، حدیث: 12452

حَبِيبِ الْإِنَّمَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ۔<sup>(1)</sup>

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ مدینہ طیبہ کو ہمارے لیے اتنا ہی محبوب کر دے جتنا کہ مکہ معظمہ کو کیا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب۔“

اس کے برعکس دیگر روایات میں آتا ہے کہ مسجد حرام میں ادا کی گئی عبادات خصوصاً نماز کا اجر و ثواب دیگر مساجد کی نسبت زیادہ ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَتِيقٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ: صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ۔<sup>(2)</sup>

اس کے علاوہ ایک اور روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔<sup>(3)</sup>

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا باقی تمام مساجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔“

احادیث میں وجہ تعارض

مذکورہ احادیث متعارضہ میں وجہ تعارض یہ ہے کہ اپنی فضیلت کے اعتبار سے مکہ معظمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ

<sup>1</sup>-الجامع الصحيح، كتاب الدعوات، باب الدعاء برفع الوباء والوجع، 444/6، حديث: 1752- صحيح مسلم، كتاب الحج باب التزغيب في سكتي المدينة والصبر على لأوائها، 115/4، حديث: 3392- مسند احمد، 437/19، حديث: 12452- مسند أبو يعلى الموصلي، 273/6، حديث: 3578، 3620

<sup>2</sup>- شرح مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روي عنه عليه السلام في المساجد التي لا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَيْهَا، وَمِنْ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِيهَا عَلَى غَيْرِهَا مِنَ الْمَسَاجِدِ، وَفِي تَسَاوِيهَا فِي ذَلِكَ، أَوْ فِي فَضْلِ بَعْضِهَا بَعْضًا فِيهِ 61/2، حديث: 596-

<sup>3</sup>- الجامع الصحيح، 1 أبواب التطوع، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، 398/1، حديث: 1133- صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل الصلاة بمسجدئ مكة والمدينة، 124/4، حديث: 3440، 3441، 3443، 3445- .

کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ کی افضلیت تمام بلاد کائنات پر ہے یہاں تک کہ مکہ معظمہ پر بھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے برکت کی دعا کا اہتمام فرمایا خصوصاً مکہ معظمہ کے مقابلے میں دگنی برکت کی دعا فرمائی جبکہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکہ معظمہ کی تمام شہروں پر افضلیت معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ اس کی مسجد حرام میں نماز ادا کرنے کا اجر تمام مساجد سے زیادہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ کو مدینہ طیبہ پر فضیلت حاصل ہے۔

تطبیق احادیث میں علامہ سعیدی کا نظریہ

علامہ غلام رسول سعیدی شرح صحیح مسلم میں رقمطراز ہیں:

”مکہ کی جتنی بھی فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ کے روضہ انور کے ماسوا میں ہے، اور ان احادیث کے پیش نظر حق یہ ہے کہ: خواہ مکہ افضل ہو لیکن اجر و ثواب اور خیر و برکات مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ سے دوچند ہیں نیز مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ فتح مکہ کے بعد بھی حضور ﷺ پر مدینہ منورہ میں رہنا فرض تھا اگر مکہ افضل ہوتا تو حضور ﷺ کو مکہ میں رہنے کا حکم دیا جاتا۔“ (1)

الحاصل

مذکورہ احادیث متعارضہ سے تعارض رفع کرنے میں متقدمین و متاخرین علماء کی آراء مختلف ہیں جن میں واضح اکثریت مدینہ منورہ کو نسبت رسول اللہ ﷺ کی بدولت اور رسول اللہ ﷺ کی دعائے برکت کی وجہ سے مکہ معظمہ پر فضیلت کی قائل ہے۔ جیسا کہ اس سلسلے میں امام طحاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں حضرت امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے:

قَالَ سُفْيَانُ فَتَرَى أَنَّ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ  
فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الرَّسُولِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَإِنَّمَا فَضْلُهُ عَلَيْهِ  
مِائَةُ صَلَاةٍ (2)

<sup>1</sup> - شرح صحیح مسلم: 729/3

<sup>2</sup> - شرح مشکل الآثار، 61/2، حدیث: 596۔ مصنف عبدالرزاق، 121/5، حدیث: 9133

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں بے شک ہم دیکھتے ہیں کہ: مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب اس کے سوا دیگر مساجد سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہے سوائے مسجد رسول اللہ ﷺ کے کیونکہ اسے مسجد حرام پر سو گنا فضیلت حاصل ہے۔

### نتائج بحث

1- احادیث میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے مگر اصلاً تعارض نہیں ہے۔

2- تعارض کے اسباب درج ذیل ہیں:

I. عموم و خصوص کے اعتبار سے۔ تباین احوال کے اعتبار سے۔ رواۃ کی ادا ہنگی کے اعتبار سے

تعارض کی شرائط درج ذیل ہیں:

II. اتحاد محل۔ اتحاد وقت۔ متضاد احکام۔ یوں تو علمائے برصغیر میں سے بہت سے معتبر نام ہیں جنہوں نے اس

فن میں اپنا کردار ادا کیا مگر ان میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا نام بھی نمایاں ہے۔ شرح صحیح

مسلم، نعم الباری شرح صحیح بخاری میں بڑے احسن انداز کے ساتھ احادیث کے ظاہری تناقض کو رفع

کر کے مفاہیم احادیث میں تطبیق دی ہے۔

احادیث سے رفع تعارض میں مولانا غلام رسول سعیدی کا منہج و اسلوب یوں ہے:

I. تحت الباب اور اس کے معارض احادیث کو مع ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

II. احادیث سے مستنبط احکام ذکر کر کے حاملین مواقف کو مع الدلائل نقل کرتے ہوئے ترتیب کا خصوصی

خیال رکھتے ہیں۔

III. احادیث کے حکم پر بحث کرتے ہوئے اسمائے رجال کو بیان کرتے ہیں۔

IV. لغت، اشعار، اور اقوال اسلاف کو دلائل کے طور پر نقل کرتے ہیں۔

V. جدید مسائل پر اپنی رائے کا کھل کر اظہار کرتے اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے انہیں ثابت کرتے ہیں۔

VI. احادیث سے رفع تعارض میں احناف کی تقلید کرتے ہیں۔